36

جب تک حکومت ہمیں جبراً نہ نکالے ہم قادیان میں رہیں گے۔ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امانت ہمارے ہاتھ میں ہے اور اس امانت کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے

(فرمودہ 10 اکتوبر 1947ء بمقام لاہور)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج ایک عرصہ کے بعد قادیان سے جو خطوط موصول ہوئے ہیں اُن سے اور اُن آنے والوں سے جو پچھلے ایک دو دن میں یہاں آئے ہیں وہ حالات معلوم ہوئے ہیں جو گزشتہ چھ دنوں میں گورنمنٹ کے مقامی نمائندوں نے قادیان میں پیدا کر دیئے تھے اور جن کی مثال شاید پرانے زمانہ کی وحشی اقوام میں بھی نہیں ملتی۔ ہمارے دوسو سے زیادہ احمدی مارے گئے ہیں اور ان کی لاشیں بھی ہمارے حوالے نہیں کی گئیں بلکہ گڑھے کھود کر اُن کو خود ہی دفن کر دیا گیا ہے۔ جنرل تھمایا جو ایسٹ پنجاب گورنمنٹ میں جالندھر ڈویژن کے افسر ہیں وہ بعض احمدیوں کے ساتھ ایک سکیم کے ماتحت جب قادیان گئے تو انہوں نے کہا ہماری رپورٹیں تو یہ ہیں کہ تیس کے قریب احمدی مارے گئے ہیں اور جب انہوں نے افسروں سے پوچھا کہ کتنے احمدی مارے گئے ہیں؟ تو انہوں نے بھی کہا ٹھیک ہے تیس احمدی مارے گئے ہیں۔ اُس وقت ہمارے لوکل نمائندوں نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ تیس احمدی مارے گئے ہیں۔ ہمیں ایک گڑھے کا علم ہے جس

میں چالیس احمدیوں کی لاشیں دبائی گئی ہیں۔ چلئے ہم ابھی آپ کو وہ چالیس لاشیں دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ اوراس کے علاوہ ہم اَور بھی کئی گڑھے دکھا سکتے ہیں جن میں احمدیوں کو دفن کیا گیا ہے۔ اس پر جنرل تھمایا خاموش ہو گئے۔ مگر تعصب کا بُرا ہو کہ ریڈیو کے اعلان سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے جا کر رپورٹ یہی دی ہے کہ قادیان پر معمولی حملہ ہوا دونوں طرف کے ساٹھ آدمی مارے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نہایت ذلیل ترین حرکت جو کوئی قوم کر سکتی ہے وہ مُردوں کی ہتک ہے۔ ایک ہزار سال تک مسلمانوں کے ساتھ رہنے کے بعد کیا ہندو اور سکھ قوم یہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ مسلمانوں میں جنازہ کے متعلق کیا احکام ہیں؟ وہ کس طرح غسل دیتے ہیں، کفن پہناتے، جنازہ پڑھتے اور پھر اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں؟ مگر ان اسلامی رسوم کے ادا کرنے سے بھی ہمیں محروم کر دیا گیا۔ اور ہماری لاشوں کو بغیر اِس کے کہ ہم ان کا جنازہ پڑھتے گڑھوں میں دبا دیا گیا۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریق تو یہ تھا کہ جنگ احزاب کے موقع پر جب کفار کا ایک لیڈر خندق میں گرا اور وہیں مارا گیا تو مکہ والوں نے کئی ہزار روپیہ اِس غرض کے لئے پیش کیا کہ اس شخص کی لاش ہمیں دے دی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہم نے تمہارا مُردہ رکھ کر کیا کرنا ہے۔ تم اس کو اٹھا کر لے جاؤ اور اپنا روپیہ بھی تم اپنے پاس رکھو[1]۔ لیکن یہ وہ گورنمنٹ ہے جو کہتی ہے کہ ہم ایک بڑے ملک کی گورنمنٹ ہیں۔ جو کہتی ہے کہ رعایا ہماری فرمانبردار رہے۔ کیا یہی طریقے فرمانبرداری کے حصول کے ہوتے ہیں؟ اور کیا یہ طریق حکومت کرنے کے ہوتے ہیں کہ بے گناہ شہریوں کو مارا جائے؟ بے قصور شہریوں کو قتل کیا جائے اور پھر ان کی لاشوں کی تذلیل کی جائے اور گڑھوں میں بغیر گور و کفن کے دفن کر دیا جائے؟ بہرحال وہ مرنے والے مر گئے اور ہر حالت میں انہوں نے مرنا ہی تھا۔ اب وہ ہماری یادگار اور ہماری تاریخ کی امانت ہیں اور ہماری جماعت اُن کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رکھے گی۔ اور اگر وہ بے نام ہیں تب بھی وہ احمدیہ تاریخ میں زندہ رہیں گے اور احمدی نوجوان اُن کے واقعہ کو اپنے سامنے رکھ کر ہمیشہ قربانی کی روح اپنے اندر تازہ رکھیں گی۔ پس وہ مرے نہیں زندہ ہیں۔ خدا کرے اُن کی قربانی ضائع نہ جائے بلکہ ہماری جماعت کے افراد ان سے سبق حاصل کریں اور اس قسم کی

قربانی کے لئے ہر احمدی تیار ہے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان حالات اور واقعات کے بعد بھی ہماری جماعت میں بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ اب بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں سُستی پائی جاتی ہے۔ اب بھی قربانی سے گریز کا مادہ اس میں نظر آتا ہے۔ بیسیوں آدمی ہیں جو بہانے بنا بنا کر قربانی سے بچنا چاہتے ہیں۔ آج ہی بیرونی جماعتوں کی طرف سے جو خطوط ملے ہیں اُن میں بعض اِس قسم کے بھی خطوط تھے جن میں حفاظتِ مرکز کی سکیم کا ذکر کرتے ہوئے بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ملازم کے لئے یہ حکم نہیں ہوسکتا۔ آخر ملازم تین ماہ کے لئے کس طرح جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ ملازمت ترک کردے تو یہ شریعت کے خلاف ہے۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ اگر ہم جائیں تو ہماری تجارت کو نقصان پہنچے گا۔ مگر جہاں اِس قسم کے بہانہ ساز ہماری جماعت میں پائے جاتے ہیں وہاں ایسے مخلصین بھی ہیں جو بیرونی جماعتوں سے یہاں پہنچ چکے ہیں اور اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب موقع ملے اور وہ قادیان پہنچیں۔ اور کئی ایسے ہیں جو وہاں پہنچ کر اپنے فرض کو ادا کر چکے ہیں۔ گویا ان کی وہی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے کہ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ 2۔ کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے اپنے ارادوں کو پورا کر دیا ہے اور مقصد کو پالیا اور کچھ اس انتظار میں ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہرحال اِن دنوں کے آنے کے بغیر مومن اور منافق کی تمیز نہیں ہوسکتی تھی۔ آج مومن اور منافق بالکل الگ الگ ہوگئے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ منافق ہی سب سے زیادہ اپنے اخلاص کا اظہار کرتے ہیں۔ ان میں سے کئی ہیں جو خود بھی آ گئے ہیں، اپنے بچوں کو بھی لے آئے ہیں اور پھر یہاں آ کر اپنے بچوں کو چھپاتے پھرتے ہیں کہ کوئی اُن کو دیکھ نہ لے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنے اخلاص کا بھی ڈھنڈورا پیٹتے چلے جاتے ہیں۔ کاش! انہیں اتنی عقل ہوتی کہ ہم ایسے احمق نہیں کہ اُن کی اِس قسم کی منافقانہ تحریروں سے دھوکا کھا جائیں۔ مَیں تمہیں کہتا ہوں یہ دن باتیں کرنے کے نہیں۔ تم اپنی مالی اور جانی قربانیاں پیش کرو اور اپنے اخلاص کا عملی ثبوت دو۔ صحابہؓ میں سے جو قربانیاں پیش کیا کرتے تھے وہ اُن قربانیوں کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا کرتے تھے۔ صرف ایک مالکؓ ہیں جنہوں نے بدر کے حالات سن کر کہا تھا کہ اگر میں

ہوتا تو بتاتا کہ کس طرح لڑائی کی جاتی ہے۔ مگر دوسرے صحابہؓ نے اِس بات پر بھی بُرا منایا۔ لیکن وہ منفرد مثال ہے اور پھر وہ ایسی مثال ہے جس میں کہنے والے نے کر کے دکھا دیا۔ اور جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کا اپنے عمل سے ثبوت دے دیا۔ حدیثوں میں آتا ہے جب احد کی جنگ میں فتح ہوئی اور مسلمان پیچھے ہٹ آئے تو چونکہ مالکؓ نے دیر سے کچھ کھایا نہیں تھا اور بھوک لگی ہوئی تھی وہ ایک طرف بیٹھ کر مطمئن ہونے کی حالت میں چند کھجوریں کھا رہے اور اپنا پیٹ بھر رہے تھے۔ ٹہلتے ٹہلتے وہ ایک مقام پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ ایک چٹان پر بیٹھے رو رہے ہیں۔ وہ عمرؓ کو روتا دیکھ کر حیران ہوئے اور کہا عمر! یہ رونے کا کون سا موقع ہے۔ یہ تو خوش ہونے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی اور اسے غلبہ حاصل ہوا۔ حضرت عمرؓ نے کہا مالک! شاید تم کو معلوم نہیں کہ فتح کے بعد کیا ہوا۔ دشمن نے پیچھے سے حملہ کر دیا اور چونکہ میدان میں تھوڑے سے آدمی تھے اُن میں سے کچھ مارے گئے اور کچھ دھکیل کر پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اِس حملہ میں شہید ہو گئے۔ مالکؓ کے پاس اُس وقت ایک ہی کھجور تھی اور وہ اسے منہ میں ڈالنے ہی والے تھے کہ جب انہوں نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا عمرؓ! اگر یوں ہوا ہے تو پھر بھی رونے کی کوئی بات نہیں۔ اگر ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو کر اگلے جہان پہنچ چکے ہیں تو پھر ہمارا کام یہاں بیٹھ کر رونا نہیں ہمیں بھی وہیں چلنا چاہیئے جہاں ہمارا آقا ہے۔ پھر انہوں نے کہا میرے اور جنت کے درمیان سوائے اِس کھجور کے اور کیا چیز حائل ہے۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے کھجور پھینکی، تلوار ہاتھ میں لی اور اکیلے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ بعد میں ان کی تلاش کی گئی تو وہ نہ ملے۔ مُردوں کی تلاش کی گئی تو اُن میں بھی نہ ملے۔ جب مُردے اٹھائے گئے تو معلوم ہوا کہ ایک جسم کے مختلف ٹکڑے میدان میں بکھرے پڑے ہیں وہ ٹکڑے اکٹھے کئے گئے تو معلوم ہوا کہ 70 ٹکڑے ہیں۔ اُس وقت مالکؓ کی ہمشیرہ نے ایک انگلی کے نشان سے پہچانا کہ یہ میرے بھائی کی لاش ہے 3۔ تو مومن دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اپنی قربانی پیش کرتا ہے۔ ہاں وہ صحیح قربانی ہوتی ہے اور نظام کے ماتحت ہوتی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری تعلیم یہ ہے کہ گورنمنٹ کا مقابلہ نہیں کرنا اور یہی ہماری کمزوری کی وجہ ہے۔ اِسی وجہ سے پولیس اور ملٹری ہمیں دھکیلتی چلی گئی۔ اس کے علاوہ بعض اَور

غلطیاں بھی ہوئی ہیں مگر وہ ناتجربہ کاری کی بناء پر ہوئی ہیں۔ ورنہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اخلاص کا قادیان والوں نے نہایت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے۔ سوائے کچھ منافقین کے جو بھاگ کر یہاں آ گئے ہیں یا سوائے کچھ منافقین کے جو وہاں جاسوسیاں کر رہے ہیں۔ یا سوائے کچھ منافقین کے جو وہاں گھبرا رہے ہیں اور نکلنے کے لئے بے تاب ہیں۔ مَیں بتا چکا ہوں کہ نظام کے ماتحت پہلے عورتوں اور بچوں کو نکالا جائے گا۔ اس کے بعد بوڑھوں کو نکالا جائے گا۔ سلسلہ کے کارکنوں کو نکالا جائے گا۔ اور باقیوں کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں سے بھی ایک حصہ کو قرعہ کے ذریعہ باہر آ کر آرام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ اور ایک حصہ وہاں مرکز کی حفاظت کے لئے اُس وقت تک رہے گا جب تک حکومت اُن کو جبراً وہاں سے نکال نہیں دیتی۔ اگر حکومت ہمیں جبراً نکال دے تو پھر یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو چیز ہمیں خدا نے دی تھی وہ ہم نے پیش کر دی۔ جو چیز اس نے ہمیں نہیں دی ہم اُسے استعمال نہیں کر سکتے۔ حکومت ہمارے اختیار میں نہیں۔ اس لئے حکومت اگر جبراً ہمیں وہاں سے نکال دے گی تو پھر ہم پر کوئی الزام عائد نہیں ہوسکتا۔

بہرحال آج ہر احمدی سمجھ لے کہ اب احمدیت پر ایک نیا دَور آیا ہے۔ اور اب اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک نیا عہد کرنا پڑے گا۔ میرے نزدیک آج سے ہر مخلص کا خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو یہ فرض ہے کہ وہ فوجی فنون سیکھے۔ اگر عارضی طور پر وہ فوجی ملازمت اختیار کر سکتا ہو تو عارضی طور پر اور اگر مستقل طور پر فوجی ملازمت اختیار کر سکتا ہو تو مستقل طور پر فوجی ملازمت اختیار کرے۔ کیا پتہ کہ کس وقت پاکستان پر حملہ ہو جائے۔ اُس وقت ہمارا پہلا فرض ہو گا کہ ہم پاکستان کی پوری پوری مدد کریں۔ ہندوستان میں جو احمدی ہوں گے اُن کے متعلق تو یہی قانون ہو گا کہ وہ ہندوستان یونین کے فرمانبردار رہیں۔ مگر جو پاکستان میں رہنے والے ہونگے اُن کا فرض ہو گا کہ وہ حکومتِ پاکستان کی مدد کریں اور دوسروں سے زیادہ جوش اور اخلاص اور ہمت سے پاکستان کی حفاظت کریں۔ اور اس ملک کو دشمن کے حملوں سے پوری طرح محفوظ رکھیں تا کہ اس ملک سے اسلام کا نشان مٹ نہ جائے۔ اور ایک ہزار سال کے بعد اسلام کا جھنڈا سرنگوں نہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بڑی بھاری شرم کی بات ہو گی۔ بڑی بھاری ذلت کی بات ہو گی۔ بڑی بھاری رسوائی کی بات ہو گی۔ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہمارے ہاتھ میں ہے۔

اور اس امانت کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔

اس کے بعد مَیں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ نماز کے بعد مَیں اُن شہداء کا جنازہ پڑھونگا جن میں سے بعض کے نام ہمیں معلوم ہو سکے ہیں اور بعض کے نام ہمیں ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ دوستوں کو دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج کو بلند کرے۔ انہیں ہمیشہ ہمیش کی کامیاب زندگی بخشے اور انکے پسماندگان پر بڑے بڑے فضل نازل کرے۔ ان کی نسلوں کو اپنے حضور میں باریاب کرے اور ان کو عزت بخشے۔ رتبہ عطا کرے اور ان کی نسل، نسل در نسل ان کے نقشِ قدم پر چلتی ہوئی سلسلہ کے ارکان اور اس کے اکابر میں شامل ہو۔ اور وہ اسلام کی عزت اور اس کے اقتدار کے قائم کرنے میں مُمِد ہو۔ اسی طرح ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کے ساتھ ہماری جماعت میں بھی اخلاص اور تقویٰ پیدا کرے، کمزوروں کو طاقتور بنائے اور جو منافق ہیں ان کی اصلاح کرے یا ان کو ہماری جماعت میں سے نکال دے۔ ان کا نعم البدل ہمیں عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم جلد اپنی کھوئی ہوئی متاع کو واپس لے سکیں اور اپنا کھویا ہوا وقار پھر حاصل کرلیں۔ اور اسلام پھر اپنی پوری شان اور عظمت سے اس ملک میں بڑھے۔ اور پھیلے اور پھلے اور پُھولے اور کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔" (الفضل 18/ اکتوبر 1947ء)

1: سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 265 مطبوعہ مصر 1936ء

2: الاحزاب:24

3: سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 88 مطبوعہ مصر 1936ء